بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۝۳۱ مِنَ الَّذِيۡنَ فَرَّقُوۡا دِيۡنَهُمۡ وَكَانُوۡا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزۡبٍۢ بِمَا لَدَيۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ ۝۳۲

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعۃ المبارک

''۸ مارچ ۲۰۱۳ بمطابق ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۳۴ ھجری''

عنوان

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لیے مشعل راہ ہے

زیر اہتمام: شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد الرحمٰن، نئی آبادی اٹاری سروبہ، لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمد اللہ ہمارا کسی فرقہ، کسی مسلک، کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت، لسانیت اور فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کے لیے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہذہ ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نورِ قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری کوتاہی ہے۔ اس ادنیٰ سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کے لیے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کے لیے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

زیر نگرانی: محترم جاوید اختر جوہری صاحب

صدر جوہری ٹرسٹ و جامع مسجد الرحمٰن

اب آپ خطبہ جمعۃ المبارک انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

www.johritrust.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:۲۱)

بنیادی بات:

یہ بات بالکل حقیقت ہے کہ اللہ کے نبیوں اور رسولوں کی امتوں کے دو دور ہوتے ہیں۔ایک وہ جب کہ وہ ان کے راستے پر چلتی ہیں اور ان کی تعلیم و ہدایت پر زندگی گزارتی ہیں اس وقت ان کو اس کی بالکل ضرورت ہیں ہوتی کہ وہ مصنوعی اور بناوٹی طریقوں سے اپنے اس نبی اور ہادی کے ساتھ اپنی عقیدت اور اپنا تعلق ظاہر کریں کیونکہ اس دور میں ان کا ہر عمل اس تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔

اور دوسرا دور ان امتوں اور قوموں کا وہ ہوتا ہے جبکہ یہ اپنے ہادی اور پیغمبر کے طریقے پر چلنا چھوڑ دیتی ہیں اور اس کی تعلیم و ہدایت کے بجائے اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگتی ہیں۔مگر اس حالت میں بھی اس نبی اور ہادی کے ساتھ ان کا اعتقادی اور جذباتی تعلق باقی رہتا ہے۔

حضرات! کسی نبی اور ہادی کی زندگی میں سب اہم چیز اس کی تعلیم اور ہدایت ہوتی ہے اس لیے میں سب سے پہلے آپ کی تعلیم اور ہدایت کے ہی متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے دو حصے ہو سکتے ہیں ایک وہ جس کا تعلق اللہ سے یعنی ہمارے آپ کے خالق سے ہے اور دوسرا وہ جس کا تعلق اللہ کے بندوں اور اس کی عام مخلوق سے ہے۔اللہ تعالیٰ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اللہ کے دوسرے رسولوں نے جو کچھ دنیا کو بتلایا ہے اس میں توحید کا مسئلہ سب سے اہم ہے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ اس کا تعلق انسان کی زندگی سے بہت گہرا ہے، اس لیے میں سب سے پہلے اسی مسئلے سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا پہلا منصب:

اتنی بات تو آپ سب حضرات جانتے ہوں گے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توحید کی تعلیم یہ کہہ کر ختم نہیں کر دی کہ اللہ ایک ہے یا اس کائنات کا پیدا کرنے والا بس ایک ہے۔بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ سب کا پالنے والا اور سب کے لیے روزی دینے والا اور زندگی کی دوسری ضروریات مہیا کرنے والا بھی وہی ایک ہے، ہر ایک کا اور ہر قسم کا بناؤ، بگاڑ، نفع، نقصان، تندرستی اور بیماری، موت اور حیات سب اسی کے قبضے میں ہے اس کے سوا کسی کے قبضہ میں کچھ اختیار نہیں ہے سب اس کے محتاج ہیں اور صرف وہی ایک ایسا ہے جو کسی کا محتاج نہیں ہے، کائنات کے سارے کارخانے کو وہ اکیلا ہی چلانے والا ہے۔زمین آسمان پر صرف اسی کی بادشاہت ہے اور صرف اسی کا حکم چلتا ہے، وہ اپنی ذات میں بھی وحدہ لاشریک ہے، اپنی صفات میں بھی وحدہ لاشریک ہے، اپنے افعال میں بھی وحدہ لاشریک ہے لہٰذا عبادت اور بندگی بھی صرف اسی کا حق ہے اور جو لوگ عبادت اور بندگی میں یا اس کی صفات اور اس کے افعال میں کسی اور کو شریک مانتے ہیں وہ بڑے ظالم اور بڑے پاپی ہیں اسی طرح جو لوگ اس کے در کو چھوڑ کر کسی اور در کے بھکاری بنتے ہیں۔اور اپنی حاجتوں اور ضرورتوں میں کسی اور سے دعائیں کرتے ہیں، وہ بڑے گمراہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تعلیم اتنی مشہور و معروف ہے کہ مسلمان تو مسلمان میرا خیال ہے کہ جن غیر مسلم حضرات کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے بارے میں کچھ بھی واقفیت ہے، وہ بھی اتنی بات ضرور جانتے ہوں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی توحید کے بارے میں یہ سب کچھ بتایا ہے، اس لیے میں مسئلہ توحید کے ایک خاص گوشہ کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کو غور اور توجہ سے سنیں۔

انبیاءؑ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم :

یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ پیغمبروں کی امتوں کے لیے سب سے بڑا خطرہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیغمبر ہی کے بارے میں غلو میں مبتلا ہو

کر گمراہ ہو جائیں اور اس کو خدائی اختیارات کا مالک اور خداوندی صفات میں شریک ماننے لگیں۔ میرے نزدیک یہ بات تو عقل سے بہت بعید ہے کہ ذرا سی بھی سمجھ بوجھ رکھنے والا کوئی آدمی پتھر کے بتوں کو یا زمین سے اگنے والے درختوں یا زمین میں بہنے دریاوں کو پوجنے لگے یا گائے، بیل بندر یا لنگور جیسے کسی جانور کی پرستش کرنے لگے۔لیکن یہ بات کچھ زیادہ مستبعد نہیں ہے کہ اللہ کے کسی پیغمبرؑ کے معجزات اور اس کے دوسرے کے محیر العقول کمالات دیکھ کر اس کے امتی اس پیغمبر ہی کے بارے میں گمراہ ہو جائیں اور اس کو خدا کی صفات میں شریک اور خدائی اختیارات کا مالک سمجھنے لگیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی امت کی مثال ہمارے سامنے ہے۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمارے ہادی برحق اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خطرہ کی بندش کے لیے جو کچھ اور فرمایا اور جو کچھ کیا اور اپنے بندہ ہونے کو جس جس طرح سے ظاہر کیا، میرے نزدیک توحید کے سلسلے میں وہ ایسی خاص الخاص چیز ہے جس کا حق ہے کہ اس کو جانا جائے اس کو یاد کیا جائے اس پر غور کیا جائے اور اس پر غور کیا اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال سمجھا جائے۔

خالق اور مخلوق میں امتیاز کی ہدایت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صاحبزادے تھے جن کا نام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابراہیم رکھا تھا قریباً ڈیڑھ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا، اتفاق سے اسی دن سورج کو بھی گہن لگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیال آیا کہ شاید کسی کو یہ غلط فہمی ہو کہ میرے گھر کی اس غمی اور اس حادثہ کی وجہ سے یہ گہن لگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً اعلان کے ذریعہ لوگوں کو مسجد میں جمع فرمایا، ان کے سامنے خطبہ دیا، جس کے یہ الفاظ تھے، حمد وصلاۃ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا،
یعنی آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سورج چاند اللہ کی مخلوق اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہیں، کسی کے مرنے جینے سے ان کو گہن نہیں لگتا اور ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا، لہٰذا جب کبھی تم دیکھو کہ ان کو گہن لگا تو سمجھو کہ اللہ کے حکم اور اس کی قدرت سے ایسا ہوا ہے اور جلدی سے اس کی عبادت اور نماز میں لگ جاؤ اور اس کے قہر وغضب سے پناہ مانگو۔

اس واقعہ سے اس بات کا پورا پورا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بارے میں غلو کی گمراہی کی کتنی فکر تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خطرے کی کیسی پیش بندی کی ہے اور توحید کو کس قدر مستحکم اور مضبوط کیا ہے۔

اپنے طرز عمل سے عبدیت اور بندگی کا مظاہرہ:

ایک طرف تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو شرک کے اس خاص خطرے سے بچانے کے لیے واضح ہدایتیں دیں اور دوسری طرف اپنے طرز عمل سے بھی انھیں یہ بتایا اور سکھایا کہ معبود اور مالک اور فرمانروا اور کارساز صرف اللہ ہی ہے اور میں بھی اسی کا ایک محتاج بندہ ہوں اپنی ضرورتیں اسی سے مانگتا ہوں، صحابہ کرامؓ خود ہی اس کے راوی ہیں کہ جب کوئی مہم پیش آتی اور کوئی فکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا اور نماز میں مشغول ہو جاتے اللہ کے حضور میں سر رکھ کے پڑ جاتے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو سینکڑوں دعائیں حدیث کی کتابوں میں منقول ہیں ان میں سے ہر دعا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبدیت کا ایسا مظاہرہ اور اعلانیہ ہے جس کے بعد کسی شخص کے لیے اس بارے میں اشتباہ، کسی غلط فہمی کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

عام مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم وہدایت:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں باپ، اولاد بہن بھائی اور عزیزوں قریبوں کے متعلق حسن سلوک اور ادائے حقوق کی جو سخت تاکیدیں فرمائیں ہیں ان میں سے چند ارشادات آپ لوگوں کے سامنے رکھتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے اور اس کا کنبہ ہے، اس لیے اللہ کو اپنے بندوں میں وہ بندہ زیادہ پیارا ہے جو اس کی مخلوق کو زیادہ نفع پہنچائے ایک اور ارشاد ہے: تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ اور مزید فرمایا جو دوسروں پر رحم نہیں کھاتا وہ اللہ رحمت سے محروم رہتا ہے۔

امت کے ہر فرد کی خدمت کی تعلیم:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص طور سے کمزور اور پسماندہ طبقوں کی خبر گیری فرمائی اور ان کی خدمت کی تلقین وہدایت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی حاجت مند، مسکین، اور کسی بے چاری بے سہارا اور لاوارث عورت کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرنے والا بندہ اجر وثواب میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے بندہ کے برابر ہے۔ ایسے ہی یتیم کی کفالت اور پرورش کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: یتیم بچہ کو اپنے سایہ عاطفت میں لے کر اس کی کفالت اور پرورش کرنے والا بندہ جنت میں بالکل میرے ساتھ ہوگا۔

اور یہ عام مخلوق کے ساتھ حسن سلوک اور ہمدردی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم تھی، اس سے آگے سنئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ستانے والوں اور دشمنی کرنے والوں کے لیے بھی یہی تعلیم دی ہے کہ ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کیا جائے۔ ارشاد فرمایا: جو شخص تم سے تعلق توڑ لے تم اس سے تعلق جوڑنے کی کوشش کرو جو تم پر ظلم وزیادتی کرے تم اس کو معاف کر دو، جو ساتھ برائی کرے تم اس کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو اور اس کی بدی کا بدلہ نیکی سے دو۔

انصاف کی تاکید:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید نے دنیا کو بتایا کہ بڑے سے بڑے دشمن کے ساتھ بھی انصاف ہی کیا جائے، بے انصافی اور ظلم وزیادتی جان وایمان کے دشمنوں کے ساتھ بھی جائز نہیں۔ قرآن مجید میں ہے: کسی قوم کی دشمنی تم سے بے انصافی اور ظلم نہ کرا دے، سب کے ساتھ انصاف کرو یہ پرہیزگاری کے زیادہ قریبی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معیار زندگی اور طرز معیشت:

اب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی سیرت کے ایک خاص گوشہ پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیانت داری، راست بازی، حسن سلوک، حسن اخلاق، رحمدلی، تحمل وبردباری، غریبوں اور بیکسوں کی خدمت اعانت اور شجاعت وشفقت یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے وہ پہلو ہیں جن کا اقرار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کو بھی ہے اور جس شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات زندگی سے ذرا بھی واقفیت ہے وہ ان سب باتوں کو خوب جانتا ہے، اس لیے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے ان پہلوؤں کے بارے میں کچھ عرض نہیں کروں گا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے جس گوشہ کے بارے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا اور اس دنیا کی دولت اور اسکی راحتوں اور لذتوں سے کتنا حصہ لیا اور آیا نبوت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں کوئی آرام اٹھایا یا کوئی عیش کیا یا مصیبتیں اور تکلیفیں اٹھائیں ---------------------------- اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکومتی اقتدار حاصل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکومت کس طرح پر کی ---
--- اور اس حکومت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لیے اور اپنے گھر والوں کے لیے کیا لیا اور کتنا فائدہ اٹھایا ----------------------- ؟

آپ کی فقیرانہ اور سادہ زندگی:

آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ نبوت کے تیرہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آبائی وطن مکہ میں رہے، یہ بھی آپ کو معلوم ہوگا کہ دعوی نبوت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت مخالف ہوگئی بلکہ جانی دشمن ہوگئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طرح طرح سے ستایا گیا اور ہر ممکن طریقہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنگ کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں کا بائیکاٹ کیا گیا، کھانے پینے کی چیزوں کی بندش کی گئی۔ الغرض مکہ کا پورا زمانہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مظلومی اور بظاہر بے بسی کا زمانہ تھا۔ اس کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر بار چھوڑ کر مکہ سے نکل جانے پر مجبور ہوئے اور مدینہ ہجرت فرمائی تو ابتدا میں یہاں بھی کئی سال تنگی اور کمزوری ہی کا دور تھا، اور معاشی اور خوشحالی کی راہیں نہیں کھولیں تھیں۔ بہرحال نبوت کے ۱۵ سے ۲۰ سال تک حالات کچھ ایسے ہی رہے کہ دنیا کے عیش وآرام کا بظاہر کوئی امکان نہ تھا۔

لیکن اس بعد آپ جانتے ہیں کہ حالات بدل گئے عرب کا خاصا وسیع رقبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر اقتدار آ گیا، ملکی فتوحات سے اور دوسری راہوں سے دولت کے ڈھیر کے ڈھیر آنے لگے لیکن اس کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز زندگی میں کوئی فرق نہ آیا ۔ وہی غریبانہ اور فقیرانہ زندگی اس دور میں بھی رہی جو کہ پہلے دور میں تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم خاص حضرت ابو ہریرہ ؓ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے انہی آخری چار سالوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے جو فتوحات کے سال ہیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکومتی اقتدار بھی حاصل ہو گیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے اور کبھی جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں کھائی۔

آپ کی تعلیم اور پوری زندگی محفوظ ہے:

آپ کی تعلیم اور پوری زندگی محفوظ ہے اور اس سے فائدہ نہ اٹھانا ہماری دنیا کی سب سے بڑی محرومی ہے ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ اس طرح کریں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوسیوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے والوں نے کیا تھا۔

آج ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرنا چاہیے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر سنت و طریقہ محفوظ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کا جو بھی مطالعہ کرے گا وہ محسوس کرے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان تمام چیزوں کو دیکھ رہا ہے، یہ بات میں تمام بھائیوں کو کہتا ہوں کہ وہ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطالعہ کریں، دنیا کی بڑی محرومی ہے کہ ایسی اعلیٰ رہنمائی کا سامان موجود ہے اور ہم اس سے محروم ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو وہ آنکھیں، وہ کان، وہ دل نصیب فرمائے جس سے ہم حقیقتوں کو صحیح طور پر دیکھ سکیں سن سکیں اور سمجھ سکیں اور ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔ آمین

ھٰذا ما عندی و علم عند اللہ عزّ و جلّ

دُعائیں

اے رب العرش العظیم ہماری آنکھوں کی روشنی کو قرآنی الفاظ سے تیز فرمادے

اے رب العرش العظیم ہمارے کانوں میں اپنے دین کی مٹھاس بھر دے

اے رب العرش العظیم ہماری زبانوں کو اپنے نور کی مٹھاس سے بھر دے

اے رب العرش العظیم ہمارے دلوں کو اپنے نور سے منور کر دے

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن صور پھونکا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن حساب کتاب کے بعد اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن چہرے سیاہ کر دیے جائے گے

اے رب العرش العظیم ہماری مدد فرما

اے رب العرش العظیم ہمیں سیدھا راستہ دیکھا

فانصر علی القوم الکافرین

فانصر علی القوم الظالمین

فانصر علی القوم المشرکین

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسداں بھی مسلمان تھے دنیا میں ہرنئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں۔ پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارہی ہے۔ آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تا کہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ میراث واپس مل جائے اور عظمت رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ